Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سوامی رام تیرتھ

39

उर्दू संग्रह

पुस्तक का नाम हालात स्वामी रामतीर्थ

लेखक दुर्लभ सिंह

प्रकाशन वर्ष

आगत संख्या 39

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ओ३म्
पुस्तक संख्या ४/४८, ६/५१
पञ्जिका-संख्या २२८२४
पुस्तक पर सर्व प्रकार की निशानियां लगाना वर्जित है। कोई सज्जन पन्द्रह दिन से अधिक देर तक पुस्तक अपने पास नहीं रख सकते। अधिक देर तक रखने के लिये पुनः आज्ञा प्राप्त करनी चाहिये।

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

حالاتِ زندگی

سوامی رام تیرتھ

برائے امدادِ تعلیم بالغان

प्रमाणीकरण १९८

زیرِ اہتمام

ودیا کاٹیج

(فری نائیٹ سکول برائے بالغاں)

دفتر چوک بن مائی ویرو راولپنڈی

39;U

مصنفہ

درلب سنگھ مینجر ودیا کاٹیج راولپنڈی

قیمت ۲ر

पुस्तकालय गुरुकुल कांगड़ी

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

پیشکش

جناب شیخ محمد ظہور الدین صاحب ڈویژنل انسپکٹر آف سکولز
راولپنڈی کی خدمت میں جنکے کرم و شفقت سے راولپنڈی میں تعلیم بالغان
نے ترقی کی

"گر قبول افتد عزو شرف"

دُرلب سنگھ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

39;U

دیباچہ

ناظرین! آج سے قریباً آٹھ ماہ پیشتر ودیا کاٹیج نے تعلیم بالغان کا کام راولپنڈی میں شروع کیا۔ کن کن مشکلات کو کس تیز رفتاری اور استقلال کے ساتھ اس نے عبور کیا۔ بیان کرنے کی چنداں ضرورت نہیں۔ ہمیں اتنا کہہ دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ باوجود محدود ذرائع اور قلیل تجربہ کے منتظمان نے مستقل مزاجی کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا جس کے نتیجے کے طور پر ہم مسرت سے لکھ سکتے ہیں کہ ودیا کاٹیج کی ۲۵ برانچوں میں اسوقت 80 کے قریب بالغوں کو مفت تعلیم مل رہی ہے جس میں نصف کے قریب اچھوت شامل ہیں۔ ہم اس جگہ تعلیم بالغان کی ضرورت کو زیر بحث لانا نہیں چاہتے۔ کہ ملک کے تجارتی۔ صنعتی اخلاقی اور سیاسی مسائل کیلئے یہ کتنی ضروری چیز ہے۔ لیکن اس چھوٹی سی کتاب کو آپ کی خدمت میں پیش کرنے کا مقصد بیان کرنا لازمی سمجھتے ہیں۔

پہلا ضروری مطلب اسکا یہ ہے کہ تعلیم بالغان کو خوش اسلوبی کے ساتھ شہر کے کونے کونے میں پھیلانے کیلئے کسی معمولی قیمت پر اسے فروخت کر کے کچھ چندہ فراہم کیا جائے۔

دوسرا مقصد اسے شائع کرنے کا زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ طالب علم نوجوانوں اور ہر طرف کار شہریوں کے سامنے ایک چلتی پھرتی لائبریری پیش کی جائے اور ہر ڈیڑھ دو ماہ کے بعد دنیا کے کسی مہاپرش کی زندگی کے حالات اُن کے کانوں تک پہنچائے جائیں تاکہ سکولوں سے نکلتے ہی ملازمتوں کا تعاقب کرنے کی بجائے وہ کسی نیک اصول پر عمل کر کے اپنے نصب العین نیک اور اونچے بنا سکیں۔ اسی خیال کے پیش نظر گاہ بگاہ ہم غازی مصطفیٰ کمال۔ پنڈت جواہر لال۔ نپولین۔ ہٹلر۔ ابراہم لنکن اور اس قسم دیگر بزرگوں کی زندگیاں آپ کے سامنے اسی طرح مختصر سی شکل میں رکھیں گے۔ جہاں یہ چیز تعلیم بالغان جیسی ملک کی ایک بڑی ضرورت میں امداد ثابت ہوگی۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

وہاں ایک اعلیٰ قسم کا لٹریچر آپ کو بالکل قلیل قیمت پر مل سکیگا۔

ہم جناب شیخ محمد ظہورالدین صاحب انسپکٹر آف سکولز راولپنڈی کا تہ دل سے شکریہ ادا کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ جنہوں نے نہایت صدقدلی اور کمال مہربانی کے ساتھ تعلیم بالغاں کو پھیلانے میں ہمارا ہاتھ بٹایا۔

اس کے ساتھ ساتھ ہیڈ ماسٹر صاحبان اسلامیہ ہائی سکول وسناتن دھرم ہائی سکول کا بھی شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے اپنے استاد بغیر کسی عوضانے کے تعلیم بالغاں کے لئے ہمارے سپرد کئے۔

لالہ سیتارام صاحب ساہنی پریذیڈنٹ میونسپل کمیٹی، میسرز موتی رام، کندن لال صراف۔ سردار آتما سنگھ رئیس۔ بابو برکھتی چند صاحب چڈھا۔ خواجہ احمد حسن صاحب جوش۔ بی۔ اے ایل ایل۔ بی۔ یوگی رام ناتھ صاحب شاستری۔ لالہ سنت رام صاحب ناگی سیکرٹری زرگر ایسوسی ایشن اور میسرز کشمیر فلاور کمپنی بھی ہمارے شکریہ کے مستحق ہیں جنہوں نے ہماری اہم ضروریات میں ہمارا ساتھ دیا۔

آخر میں ہم بزرگانِ شہر و دیگر لوکل باڈیز کیخدمت میں درخواست کرتے ہیں۔ کہ تعلیم بالغاں کو پھیلانے میں ہماری ہر قسم کی امداد کریں تاکہ قوم کا یہ تعمیری پروگرام پایۂ تکمیل تک پہنچایا جا سکے۔

نیازمند

راجندر ناتھ کھنہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سوامی رام تیرتھ

پیدائش و تربیت :-

ہندوستان کا سب سے خوش نصیب تہوار دیوالی کا روز تھا۔ صبح سے ہی ہندو لوگ اپنے گھروں کو خوشنما بنانے کی کوشش کر رہے تھے۔ یعنی بھارت ورش کا ہر ہندو خاندان کیا غریب کیا امیر حسب توفیق اپنی خوشی منانے میں اور اپنے گھروں میں دیپ مالا کر کے لکشمی کی پوجا کرنے میں مشغول تھا۔ ہندوستان کے تمام طول و عرض میں راس کماری سے لے کر کوہ ہمالیہ کی چوٹی تک اور برہما سے لے کر بمبئی کے مشہور تجارتی ساحل تک ایک جگمگاہٹ سی نظر آتی تھی۔ امیر لوگ اپنے جواہرات اور پونڈوں کی تھیلیوں کو سامنے رکھ کر لکشمی کی پوجا کر رہے تھے۔ غریب اور فاقہ مست لوگ سارے سال میں اکٹھے کئے ہوئے چند نقرئی سکوں کو سیسر کے ٹکے لگا رہے تھے۔

عین اُسی روز۔ پانچ دریاؤں کی خوش نصیب سرزمین "مہرالی والا" (مراری والا) ضلع گوجرانوالہ میں تمام دُنیا کی دولت کو اپنے پاؤں کی نوک سے ٹھکرا دینے والا پراچین ہندوستان کے حہرشیوں کی یاد کو تازہ کرنے والا، نہیں! نہیں!! ہندوستانی اخلاق اور معرفت کا چمکتا ہُوا ستارہ اس دُنیا میں ایک براہمن گوسائیں ہیرانند کے گھر پیدا ہُوا۔ یقیناً اُس وقت کسی کو معلوم نہ تھا۔ کہ گوشت کا یہ چھوٹا سا لوتھڑا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نہ صرف اپنے مُلک میں بلکہ امریکہ۔ جاپان اور یورپ میں سعفت کے ترانے گا کر ہندوستان کا سر اُونچا کریگا۔

رام تیرتھ ہونے والے سوامی رام تیرتھ بُدھوار بروز دیوالی ۱۸۷۳ء میں پیدا ہُوئے۔ جہاں تمام مُلک صرف دیوالی کی خوشی میں مشغول تھا۔ وہاں گوسائیں ہیرانند کا خاندان ہزارہا بجلیوں سے بھی تیز روشنی رکھنے والے الٰہی ستارہ سے چمک رہا تھا۔ ہرطرف سے مُبارک کے پیغام اور ولادت کے تحفے گھر کی خوشی کو دوبالا کر رہے تھے۔

لیکن اُف رے ہندوستان کے خزانے میں ایک بیش قیمت جواہر بخشنے والی ماتا اپنے کمسن بچے کو قدرت کے حوالہ کرکے ۹ ماہ کے بعد اس سے ہمیشہ کے لئے جدائی اختیار کر گئی۔ اور بہت دیر تک اُسے اپنی گود میں نہ کھِلا سکی۔ رے کاش! کہ وُہ چند برس اور زندہ رہتی اور اُس کا دِل خوشی سے پھُولا نہ سماتا۔ جب وُہ سُنتی۔ کہ اس کے بطن سے پیدا ہونے والی اولاد آج دُنیا کو رُوحانیت کا سبق دے کر مُرلی منوہر۔ گوپیوں کے ناتھ۔ بھگوان کرشن کی یاد کو اور اس کی عظمت کو بھارت ورش میں پھر سے تازہ کر رہی ہے

دُنیا کے مہابیروں اور مہاپرشوں کے جیون چرتر کا مطالعہ کیا جائے۔ تو پتہ چلتا ہے۔ کہ یا تو مادری تعلیم کی وجہ سے یا ابتدائی بچپن کے کسی نیک ماحول میں تربیت حاصل کرنے کی وجہ سے انہوں نے اپنی زندگیوں کے نصب العین نیک بنائے۔ اور انہوں نے اِس تعلیم کو آخری زندگی تک نہ بھُولا۔ اگر سیواجی میں گئو رکھشا۔ ابلاؤں کی اِمداد اور یتیموں کی حفاظت کا جذبہ آیا تو ماتا جیجا بائی کی تعلیم سے جس نے ایک

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

شور بیر پتر پیدا کر کے نہ صرف مہاراشٹر کو بلکہ تمام ہندوستان کو ایک تواریخی شخصیت دے کر گرتی ہوتی قوم کا نگہبان بنایا۔ اگر موجودہ ہندوستان کے سب سے بڑے مہاتما۔ آہنسا کے دیوتا اور سچائی کے علمبردار مہاتما گاندھی میں سچائی کا جذبہ اس وقت تک جاگزین ہے تو اس کی ماتا کی ابتدائی تعلیم اس تعریف کی مستحق ہے۔ اسی طرح رام تیرتھ کی ماتا کی وفات کے بعد اس کی تربیت۔ اس کی نیک خصلت۔ ایشور کی پیاری بہن تیرتھ دیوی کے سپرد ہوئی۔ جو رام تیرتھ کو گود میں لے کر گھنٹوں سری کرشن جی کے بھجن گایا کرتی تھی۔ جو اُن کو اپنی آخری عمر تک نہ بھولے۔ اور جنہوں نے رام تیرتھ کو عشق حقیقی کے سرفروش پروانے کی شکل میں دنیا کے سامنے پیش کیا۔ جہاں دنیا کے دوسرے بچے کھلونے اور مٹھائی لے کر رونا بند کر سکتے ہیں وہاں پرم گیانی مہرشی رام تیرتھ بچپن میں ہی اپنی بہن کے میٹھے میٹھے بھجنوں کو سن کر چپ کر جاتے تھے۔ سوامی جی کو بچپن میں دیکھنے والے بزرگوں کی رائے ہے۔ کہ رام تیرتھ کی زندگی کو ایشور بھگتی اور کرشن سیون کا رنگ دینے میں اُس کی ہمشیرہ تیرتھ دیوی کا بڑا ہاتھ ہے

شادی :-

ہندوستان کی بدنصیبی کہ اس ملک میں بہت سی پرانی رسومات اب تک باقی ہیں۔ جو بعض اوقات نوجوانوں کی ترقی کے لئے ایک روڑہ بن جاتی ہیں۔ آزادی کی ہوا میں اُڑنے والے اس آزاد طبع مہاتما کو ان ہی بد رسومات کے زیر اثر دو سال کی عمر میں سگائی کرا کے دس سال کی عمر میں گرہست کے راستے میں مکمل طور

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

پرڈالدیاگیا۔ جس کے متعلق سوامی رام تیرتھ نے اپنی ہوش سنبھلتے ہی اپنے والد کو کہہ دیا تھا کہ وہ اس جنجال میں خوش نہیں رہ سکتے۔

تعلیم:-

اس ہونہار لڑکے نے اپنے گاؤں میں ہی پرائمری کی تعلیم بجائے پانچ سال کے تین سال میں پاس کرلی۔ محمدؐ علی اِن کے مدرس فرمایا کرتے تھے کہ گلستان اور بوستان انہیں زبانی یاد تھیں۔ اور پرائمری جماعتوں میں ہی وہ کمال درجہ کی قابلیت کا سکہ بٹھا چکے تھے۔ ناظرین! جہاں آج کل کے طالب علم اُستاد کو ایک نوکر کی حیثیت میں سمجھتے ہیں۔ وہاں رام تیرتھ اپنے اُستاد کی اتنی عزت کرتے تھے۔ کہ ایک دن اپنے والد صاحب سے کہنے لگے۔ کہ مولوی محمدؐ علی بہت اچھا پڑھاتے ہیں اس لئے اِن کو اپنے گھر والی بھینس دے دیجئے۔

اس کے بعد اُنہوں نے مڈل کا امتحان گوجرانوالہ میں پاس کیا۔ اِن جماعتوں میں اِس بچے نے اس قدر محنت اور شوق سے کام کرکے امتحان دیا۔ کہ صوبہ بھر میں اوّل رہے۔ اور لازمی امر تھا۔ کہ اُنہیں وظیفہ مِل جاتا۔ جس نے اُن کو آئندہ تعلیم میں کافی سہولت کر دی۔ یہاں پر یہ بیان کر دینا بھی لازمی ہوگا کہ جہاں دوسرے طالب علم ہاکی اور فٹ بال گراؤنڈ میں اپنا وقت گزارتے تھے سوامی رام تیرتھ دھرم شالہ ایشور بھجن۔ کتھا۔ ورزش اور پڑھائی میں اپنا تمام وقت صرف کرتے تھے۔

کتھا کا شوق تو تیرتھ دیوی کی فقیرانہ تربیت کی وجہ سے اُن میں بچپن

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سے ہی پایا جاتا تھا۔ جب پرائمری جماعتوں کی تعلیم حاصل کرتے تو دن بھر میں سُنی ہوئی کتھا شام کو گنگناتے ہوئے اپنے الفاظ میں سُنا دیتے۔ دُنیا اور اُس کے سُننے والے شائد یہ نہیں جانتے تھے۔ کہ آج کا یہ چھوٹا سا گنگناتا ہوا کتھا واچک آنے والے زمانے کا ایک زبردست مقرر ثابت ہو کر دُنیا کے لوگوں کو کرشن پریم کے ترانے سناتا ہوا ہندوستان کی شان کو چار چاند لگا دیگا۔

اپنی تعلیمی زندگی میں رام تیرتھ اتنی محنت کرتے تھے۔ کہ باوجود ورزش کے اُن کی صحت عموماً خراب رہتی تھی۔ تعلیم کے اس متوالے نے کمال بُردباری اور استقلال کے ساتھ اپنی خرابیٔ صحت کے باوجود بھی اپریل ۱۸۸۸ء میں انٹرنیس کا امتحان نہائیت اعلےٰ درجہ پر پاس کر کے سرکاری وظیفہ حاصل کیا بیماری کے وقت عشق حقیقی کے اس پروانے کو شملہ کی پہاڑیوں یا کشمیر کی وادیوں میں جانے کی ضرورت نہ پڑتی تھی۔ اور نہ ہی بڑے بڑے ہسپتالوں یا صحت گاہوں میں علاج کروانے سے لئے جاتے تھے۔ بلکہ نہائیت شانتی کے ساتھ اپنے گھبرائے ہوئے والدین کو انہی باتوں میں تسلی کرا دیتے تھے۔ کہ رام تیرتھ کا مالک ایشور ہے۔ اور اُسے اِس کا اچھی طرح خیال ہے۔

ناظرین! جہاں دوسرے ملکوں کے نوجوانوں اور اُن کے والدین کا نقطۂ نگاہ کسی تجارتی جدوجہد۔ کسی صنعتی مُہم یا کسی ملٹری شہرت کی طرف ہوتا ہے۔ وہاں اس کم بخت ملک کے بدنصیب نوجوان اور اُن کے والدین کی آنکھیں انٹرنیس پاس کرتے ہی کسی دفتر کی دہلیز پر لگ جاتی ہیں۔ اور والدین کی انتہائی اور صرف ایک ہی خواہش ہوتی ہے۔ کہ اُن کا لڑکا کسی دفتر میں چالیس یا پچاس روپے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ماہوار پر ملازم ہو جائے اور انہی خیالات کے زیر اثر گوسائیں ہیرانند نے زبردست خواہش ظاہر کی کہ رام تیرتھ کسی جگہ ملازمت اختیار کرے۔ اور دُنیاوی مادہ پرستی کی طرف راغب ہو جائے۔ لیکن گوسائیں ہیرانند کو ابھی تک شائد یہ معلوم نہ تھا۔ کہ جس دولت کی دُنیا خواہش کرتی ہے۔ جس دولت کے لئے دُنیا اپنے بھائیوں سے ہر نیک و بدسلوک کرنے پر تل جاتی ہے۔ جس دولت نے اپنے حُسن کے بازار میں نوجوانوں کے سروں کی بازیاں لگتی دیکھیں۔ جس دولت کے لئے والدین اپنے دوشیزہ اور نوجوان کنواری لڑکیوں کی بے حرمتی اپنی آنکھوں کے سامنے ہوتی دیکھ سکتے ہیں۔ رام تیرتھ کی نگاہوں میں وہ ایک حقیر سی چیز تھی۔ اور آنے والے وقت میں دُنیا کی دولت اس خدا کے پیارے کے پاؤں پر رُلے گی۔ جس کی وہ پرواہ تک نہیں کرے گا۔ یقیناً اگر رام تیرتھ چاہتے تو انہیں نہائت اعلےٰ نوکری کسی سرکاری دفتر میں مل سکتی تھی۔ کیونکہ وہ یونیورسٹی سے وظیفہ یافتہ ہونے کے علاوہ زبردست ذہانت اور لیاقت کے مالک تھے۔ لیکن اس اعلےٰ تعلیم کے طالب نے اپنے والد کی مرضی کے برخلاف مشن کالج لاہور میں آکر ایف۔ اے کی تعلیم شروع کر دی۔

کتنی ہی خوش نصیب وہ سرزمین ہوگی۔ جہاں رام کھیلے اور پرورش پائی۔ کتنا ہی خوش نصیب وہ سکول۔ کالج اور وہاں کے پروفیسر ہونگے۔ جہاں رام نے تعلیم حاصل کی۔ جہاں کہیں بھی وہ گئے اور جس چیز کو انہوں نے اپنایا۔ اُسے دنیا کی شہرت کا نشانہ بنا دیا۔

۱۸۹۰ء میں رام تیرتھ نے باوجود خرابیٔ صحت کے ایف۔ اے کا امتحان اول درجہ پر پاس کر کے آئیندہ تعلیم کے لئے یونیورسٹی سے وظیفہ حاصل کر لیا۔ اور

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اُسی کالج کی گود میں بی۔ اے کی تعلیم جاری کر دی۔

یہاں ایک واقعہ درج کر دینا ضروری خیال کیا جاتا ہے۔ کہ مادہ پرست دُنیا کا ایک انسان ہونے کی حیثیت میں جب گوسائیں ہیرانند نے دیکھا کہ رام تیرتھ بغیر اُن کی امداد کے اپنی پڑھائی جاری رکھ سکتا ہے۔ تو گوسائیں جی خود لاہور میں آ کر رام تیرتھ کی نوجوان بیوی کو اُن کے پاس چھوڑ گئے۔ تاکہ گرہست کے ہیبت ناک جال میں پھنس کر کوئی ملازمت اختیار کرے۔ لیکن جو لوگ مستقل مزاجی اور ایشور بھگتی کو اپنی کامیابی کا واحد ذریعہ سمجھتے ہیں۔ وہ دنیا کی تمام مشکلات کو اپنی محنت کے زبردست ہتھوڑے سے چور چور کر کے رکھ دیتے ہیں۔

صرف ایشور کے نام کا ایک سہارا لے کر رام نے اس چیز کی بھی پرواہ نہ کی۔ اور کئی کئی دن متواتر تین پیسہ روز میں گزارہ کر کے اپنی تعلیم کو باقاعدہ جاری رکھا اے کاش! آج کالج کا نوجوان سوامی جی کی زندگی سے سبق سیکھے اور اپنے والدین کے خون اور پسینے کی کمائی کو مغربی تہذیب۔ فیشن پرستی۔ سگریٹ کے دھوئیں اور مانچسٹر کے زرق برق کپڑوں میں اپنی عارضی خوشنمائی کے لئے تباہ ہونے سے بچائے ذرا خیال تو فرمایئے! بی۔ اے کا مشہور طالب علم۔ فلسفے اور علم ریاضی کا ماہر کتنا ہی اعلےٰ درجہ کی سادگی۔ مستقل مزاجی۔ ذہانت اور فرمانبرداری کا مالک ہوگا۔ جو تین پیسے روز میں اپنی روٹی کا گزارہ کر کے اتنی اعلےٰ تعلیم کو کمال شان سے پاس کرتا ہے۔

جب طالب علم حاسدوں نے دیکھا۔ کہ رام تیرتھ اپنی محنت۔ مستقل مزاجی۔ سادگی علم ریاضی اور فارسی کے کمال کی وجہ سے شہرت حاصل کر چکے ہیں۔ تو ایک طالب علم نے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سوامی جی کو طعنہ دیا۔ کہ وہ براہمن ہو کر سنسکرت نہیں جانتا اور فارسی پڑھتا ہے۔ اس طعنہ نے سوامی جی کے دل میں بہت چوٹ لگائی۔ اُن کے دھارمک جذبہ نے جوش مارا اور وہ فوراً فارسی کو چھوڑ کر سنسکرت کے کمرے میں جا بیٹھے۔ فارسی کے پروفیسر نے پرنسپل سے شکایت کی۔ کہ اُسکا قابل ترین طالب علم بلاوجہ فارسی چھوڑ رہا ہے۔ لیکن سوامی جی جس چیز کا عزم مُصمم کرتے تھے۔ پُورا کر کے چھوڑتے تھے۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ سوامی جی بی۔ اے کے امتحان میں ناکامیاب ہوئے۔ یونیورسٹی کے چانسلر نے اپنے کانووکیشن ایڈریس میں رام تیرتھ کا خاص ذکر کیا۔ اور کہا اگر اس طالب علم کے سنسکرت میں دو نمبر زیادہ ہوتے۔ تو صوبہ بھر میں اوّل رہتا۔ اور اسی روز سے یونیورسٹی نے یہ قانون بنا دیا کہ ایسے موقعوں پر پانچ نمبر رعایتی دیے جا سکتے ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ ایسے محنتی طالب علم کو اس قسم کی ناکامی پر ازحد رنج ہوتا ہے۔ لیکن مستقل مزاجی کو رام تیرتھ نے بالکل نہ چھوڑا۔ اور دوبارہ امتحان دینے کا اعادہ کر لیا۔ اس دفعہ وظیفہ تو موجود نہ تھا۔ لہٰذا خدا کے اس پیارے تعلیم کے متوالے کو فاقے پر فاقے کاٹنے پڑتے تھے۔ آخر کار اپنے خالو ڈاکٹر رگھو ناتھ صاحب کی مالی امداد سے رام تیرتھ نے دوبارہ امتحان دیا۔ اور صوبہ بھر میں اوّل رہ کر ۶۵/- روپیہ ماہوار سرکاری وظیفہ پھر حاصل کر لیا۔ جس نے اُن کے کالج کی آخری تعلیم ایم۔ اے کو آسان بنا دیا۔

دورانِ طالب علمی میں رام تیرتھ جہاں متواتر راتیں ریاضی کے سوال حل کرنے میں کاٹتے۔ وہاں مسلسل گھنٹوں تک دریائے راوی کی متموج لہروں کے کنارے۔ قدرت کے معجزوں و معرفت کی منظر سے دیکھ دیکھ کر ایشور بھگتی میں مشغول رہتے۔ دن کو کالج

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

میں خود پڑھتے۔ اور دیگر طالب علموں کو ریاضی پڑھاتے۔ پس اس طرح سوامی جی نے زندگی کی جدوجہد اور طالب علمی کے ایام ختم کئے۔ ناظرین آپ نے اچھی طرح سے دیکھ لیا ہوگا۔ کہ غریب کے اس ہونہار بچے نے باوجود اتنی تکلیفات کے کمال محنت۔ بردباری۔ استقلال۔ اور ایشور وشواش کے ساتھ اعلےٰ تعلیم کو جاری رکھا۔

اُف رے قدرت کی نیرنگیاں۔ جہاں اسی ملک میں امیروں کے نا اہل لڑکے کالجوں میں سینکڑوں روپیہ عیش و عشرت میں برباد کر کے نہائیت بدترین اور کمزور طریقے پر امتحانات پاس کر کے اپنے والدین کو اپنی نازبرداریوں کے لئے مجبور کرتے ہیں۔ وہاں ہمارے رام اتنی محنت اور خستہ حالی کے باوجود امتحانات میں اوّل رہ کر ساری کامیابی کو ایشور کی کرپا سمجھتے رہے۔ اے بھارت ورش۔ تیری غربت پر چار آنسو بہائے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کہ کتنے ہی اعلےٰ دماغ بچے تیری گود میں ایسے موجود ہیں۔ جنہیں اگر تعلیم ملتی۔ تو رام تیرتھ۔ جواہر لال نہرو یا مصطفےٰ کمال پاشا ثابت ہو سکتے۔ لیکن کیا خبر کتنے ہی تیرے بے زبان بچے نانِ شبینہ سے لاچار ہو کر اپنی جھونپڑیوں میں تڑپ تڑپ کر اپنے دماغوں کو فاقہ مستی کے حوالے کر رہے ہیں۔ اور اپنی حسرتوں کو سینہ میں لے کر قبر میں جانے کی انتظار کر رہے ہیں۔

بی۔ اے پاس کرنے کے فوراً بعد سوامی جی کو راولپنڈی میں ۱۰۰/ روپیہ ماہوار کی نوکری ملتی تھی۔ مگر تعلیم کے اس دِلدادہ نے فضائے آسمانی میں اُڑنے والے آزاد پنچھی کی طرح سوکھے چنے کھا کر گزارہ کرنا منظور کر لیا۔ لیکن پنجرے کی چُوری اور عیش و عشرت کو ٹھکرا کر تعلیم کو جاری رکھنے کی ترجیح دی۔ اور گورنمنٹ کالج کی ایم۔ اے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جماعت میں داخل ہو گئے ۔ اسی سال پنجاب یونیورسٹی کی طرف سے ایک طالب علم کو سرکاری خرچ پر ای۔اے۔سی (E.A.C) کے امتحان کے لئے انگلینڈ بھیجنا تھا۔ اور گورنمنٹ کالج کا پرنسپل مسٹر بیل چاہتا تھا۔ کہ رام تیرتھ کو موقعہ دیا جائے۔ لیکن جیسا کہ آگے ذکر کیا جا چکا ہے۔ مادہ پرستی سے دور رہنے والے بھارت ورش کے اس سپوت نے -/200 پونڈ کے وظیفہ کو ٹھکرا کر جواب دیا۔

"I wish to be either a preacher or a teacher"

سوامی جی کو جہاں ایم۔اے کی پڑھائی کرنی پڑتی تھی۔ وہاں دوسرے کالجوں کے ایف۔اے۔ اور بی۔اے کے طلبار کو ریاضی پڑھانی پڑتی تھی۔ اتنی محنت اور کام کی وجہ سے سوامی جی کی صحت بہت خراب ہو گئی تھی۔ لیکن اس امر کے باوجود بھی اگر رام تیرتھ نے تعلیم کو جاری رکھا۔ تو کرشن پریم کو بھی دل سے ہٹنے نہ دیا۔ اور آخر ۱۸۹۵ء میں ایم۔اے کا امتحان نہائیت کامیابی سے پاس کیا۔ گو سوامی رام تیرتھ کا تعلیمی باب ظاہرا طور پر ختم ہو جاتا ہے۔ لیکن حقیقت میں وہ آخری دم تک کسی نہ کسی علم کے طالب رہے۔ ایم۔اے۔پاس کرنے کے فوراً ہی بعد بریلی کالج میں آپ کو پروفیسری کی جگہ پیش کی گئی۔ لیکن صوبہ کے ماہرین ریاضی اور دیگر علمار نے انہیں پنجاب چھوڑنے کی صلاح نہ دی۔ اس لئے سوامی جی نے لاہور کے ایف۔اے اور بی۔اے کے طلبار کو مفت پڑھانا شروع کر دیا۔ حتیٰ کہ ان کی صحت بہت خستہ ہو گئی۔ اور وہ اپنے وطن مراری والا ضلع گوجرانوالہ میں واپس جانے پر مجبور ہو گئے۔

دیگر صفات کے علاوہ سوامی جی اعلیٰ درجہ کی سادگی کے بھی مالک تھے۔ موٹے کھدر کے کپڑے پہنتے اور دیسی جوتی پہنا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ اپنا یونیورسٹی سرٹیفکیٹ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

حاصل کرنے کی غرض سے جو چُغہ اور بوٹ پہننے پڑتے وہ بھی کسی ساتھی سے مانگ کر گزارہ کر لیتے۔ اُنہوں نے اس سادگی کو نہ صرف ہندوستان ہیں بلکہ یورپ کے دَورہ میں بھی ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ اور مغربی دُنیا کو ہندوستانی تہذیب۔ سادگی۔ اور اعلےٰ درجہ کی لیاقت کا نمونہ پیش کیا۔

بچپن سے ہی سوامی جی قدرت کے معجزے دیکھ دیکھ کر محویت کی حالت میں آجاتے تھے۔ جب شام کے وقت دریائے راوی کے کنارے کالے کالے بادلوں اور گھنگھور گھٹاؤں کو دیکھتے تو کرشن پریم میں تڑپ اُٹھتے۔ اور رونے لگ پڑتے حتےٰ کہ روتے روتے بے ہوش ہو جاتے۔ ایک دفعہ سوامی جی محویت میں بیہوش ہو گئے۔ آنکھیں کھُلنے پر دیکھا۔ تو ایک کالا سانپ سامنے سر اُٹھا کر بیٹھا نظر آیا۔ فوراً چھاتی سے لگانے کی کوشش کی۔ اور بے تحاشہ کہنے لگے۔ کرشن تو آ گیا۔ اور کہتے کہتے پھر بے ہوش ہو گئے۔ آج تو ہر کوئی بھگوے کپڑے پہن کر کرشن کا پریمی کہلانا چاہتا ہے۔ لیکن عشق کا مزہ تو جب ہے۔ کہ ذرّے ذرّے میں اپنا ہی پیارا نظر آئے۔

مُلازمت:-

طالب علمی کی محنت اور مُشقت کی وجہ سے ضرورت تو تھی۔ کہ سوامی جی کئی سال تک اپنے گھر میں آرام کرتے۔ لیکن آپ کی ریاضی کی ماہریت کی وجہ سے جلدی ہی آپ کو مشن ہائی سکول سیالکوٹ میں سیکنڈ ماسٹری کی آسامی پر -/80 روپیہ ماہوار تنخواہ کے حساب معمور کر دیا گیا۔ اور فوراً ہی بعد

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

یکم مئی ۱۸۹۶ء کو مشن کالج لاہور میں پروفیسر کی جگہ -/۱۵۰ روپیہ ماہوار پر مل گئی۔ دورانِ ملازمت میں آپ کی آمدن کا بہت سا حصہ غریب طلبار کی امداد پر خرچ ہوتا تھا۔

جب گوسائیں ہیرانند نے دیکھا۔ کہ رام تیرتھ اپنی تمام آمدن غریب طلبار کی امداد میں صرف کر دیتا ہے۔ تو ہر ماہ تنخواہ ملنے کے موقعہ پر خود لاہور آ جاتے۔ اور اُن سے تنخواہ کا کافی حصہ لے جاتے۔ تنخواہ کے علاوہ سوامی جی یونیورسٹی امتحانات کے پرچے دیکھ کر اچھی خاصی آمدنی پیدا کر لیتے تھے۔ لیکن با ایں ہمہ وہ سب کچھ غریب طلبار کی امداد۔ غریبوں کے لئے فنڈ اور چندہ میں خود دودھ پینے اور دوسروں کو دودھ پلانے میں خرچ کر دیتے۔ اور کئی کئی ماہ اُن کی جیب میں ایک کوڑی تک نہ ہوتی۔

کالج کی چھٹیوں میں متھرا اور بندرابن کی گلیوں میں مہینے بسر کر دیتے اور کرشن جی کی راس کو دیکھکر پریم میں ناچنے لگتے۔ جب گنگا جی جاتے وہاں سے تو آنے کو جی نہ چاہتا۔ وہاں پر تو آپ کو بہت ہی پریم تھا۔ جب دُنیا کے تمام لوگ سو جاتے۔ تو آدھی رات کے وقت ایکانت میں دریا کے کنارے دیوانگی کے عالم میں آ جاتے۔ اور شوق سے اوم۔ اوم اور شیو شیو کے بے اختیار نعرے لگانے شروع کر دیتے تھے کہ اس دیوانگی میں بے ہوشگی طاری ہو جاتی۔

ویراگ:-

تھوڑی ہی دیر میں مشن کالج میں ملازمت کرنے کے بعد عشقِ حقیقی کے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اس پروفیسر کو دنیاوی پروفیسری کو خیرباد کہنا پڑا۔ کرشن پریم کا شعلہ اُن کے دل میں ویراگ اور معرفت کے طوفان سے روشن ہونے لگا۔ اور آخر اس عاشق صادق نے دنیا کے دُکھ سُکھ۔ موہ اور مایا کو دھکا لگا کر اپنی زندگی کو تلاشِ حق اور کرشن بھگتی میں ختم کرنے کی ٹھان لی۔ پہلے بھی مسلسل راتیں دریائے راوی کے کنارے اپنے پریمی کی یاد میں رو رو کر کٹتیں۔ لیکن ہمارے سوامی کا دل اب تو دنیاوی اُلفت سے بالکل اُکتا گیا۔ اور آخر ہندوستانی تہذیب اور تمدن کا نام روشن کرنے والا بھارت ماتا کا یہ سپوت ۱۹۰۰ء میں لاہور شہر سے رخصت حاصل کر کے سر اور پاؤں سے ننگا چل پڑا۔ پیچھے پیچھے کالج کے دیگر طلبار جلوس کی صورت میں پیارے رام کی تعریف کے نغمے گاتے ہوئے لاہور شہر کی گلیوں سے ہوتے ہوئے سٹیشن پر پہنچے رام کی آنکھیں عزیز و اقارب کی دنیاوی جُدائی میں پُرنم تھیں۔ لیکن ایشور کے وصل کی خواہش سے چہرے پر خوشی ٹپک رہی تھی۔ اور اسی وصل کی انتظار میں بے تاب و بے اختیار نظر آرہے تھے۔ یعنی لاہور کے تمام نر ناری رام سے پریم کرنے والے اُسی رام کے گیت گاتے ہوئے۔ رام تیرتھ کو گنگا کی جانب روانہ کر آئے۔ سوامی جی نے پلیٹ فارم پر کھڑے سب دوستوں کو نمسکار کی۔ اور رو رو کر یہ گیت گایا۔

الوداع میری ریاضی الوداع | الوداع اے پیاری راوی الوداع
الوداع اے اہل خانہ الوداع | الوداع معصوم نادان الوداع
الوداع اے دوست و دشمن الوداع | الوداع اے شیت اوشن الوداع

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

الوداع اے کتب و تدریس الوداع　　الوداع اے جنت و تقدیس الوداع
الوداع اے دلِ خدا لے الوداع　　الوداع رام الوداع اے الوداع

دو سال تک پیارے رام اپنے عزیز و اقارب کو فراموش کئے ہوئے۔ دُنیا کے دُکھ سُکھ سے نجات حاصل کئے ہوئے ہمالیہ کی پہاڑیوں، گھنے جنگلات اور دریائے گنگا کی غراتی لہروں کے کنارے آدھی آدھی رات کو ہری درشن کرشن پریم اور وصلِ الٰہی کی اُمید میں پھرتے رہے۔ اور آخر دسمبر ۱۹۰۲ء میں رام پہاڑوں سے اُترے۔ اور میدانوں میں آئے۔ آتے ہی متھرا ریلیجیس کانفرنس کی صدارت انہیں پیش کی گئی۔ اُس کانفرنس کے دیکھنے والوں نے کرشن پریم کی جو لہریں سوامی جی کے دل میں اچھلتی ہوئی دیکھیں۔ وہ سوامی جی کی شہرت کو اور چار چاند لگا گئیں۔ کانفرنس والوں نے بڑا خوشنما پنڈال تیار کیا ہوا تھا۔ لیکن سوامی جی تمام حاضرین کو اپنے پریم رس سے باندھ کر بناوٹی شان و شوکت سے ہٹا کر جمنا جی کے کنارے کھلی ریت پر بٹھا کر قدرتی معجزوں میں کرشن پریم کی باتیں دکھاتے رہے۔ اُن کے چہرہ سے ویراگ پریم اور الٰہی نور اس قدر ٹپکتا تھا۔ کہ ہر دوست و دشمن اُن کا شیدائی بن جاتا تھا

غیر ممالک کا دورہ:۔

۱۹۰۲ء میں جاپان میں ایک مذہبی کانفرنس منعقد ہونی تھی۔ جس میں تمام ممالک کے مذاہب کی طرف سے علماء نے شراکت کرنی تھی۔ جب سوامی جی کے الٰہی پریم

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کا چرچا گھر گھر ہونے لگا۔ جب اُن کے عشق حقیقی اور اُن کی لیاقت کے شعلے دُنیا کو بھی عیاں ہوئے۔ تو سوامی جی کو ہندوستان کی طرف سے شری مہاراجہ ٹیڑھی نے اپنے اخراجات پر جاپان کو روانہ کیا۔ جس خوبی کے ساتھ رام نے پراچین ہندو دھرم کی جوت جاپان میں جگائی۔ جس شان سے انہوں نے ہندوستان کی عظمت کو دیگر مذاہب اور ممالک میں بڑھایا۔ اور جس ادا سے اور پریم سے رام نے جاپان کو بھارت کی روحانی روشنی سے منور کیا۔ یقیناً جاپانی علماء نہ صرف رام کے شیدائی ہو گئے۔ بلکہ ہندوستان کو نہایت تعظیم سے دیکھنے لگ پڑے۔

جب کچھ دن جاپان میں کاٹے وہاں ایک ہندوستانی جہازی کمپنی نے سوامی رام تیرتھ کو درخواست کی کہ وہ امریکہ میں اُن کے جہاز پر بیٹھ کر چلیں۔ رام نے منظور فرمایا اور اُن کو سیکنڈ کلاس کا کمرہ دیا گیا۔ جب جہاز سان فرانسسکو کی بندرگاہ پر پہنچا۔ تو ایک امریکن اخبار کے نمائندہ نے سوامی جی کو کمال سادگی میں دیکھ کر تعجب سے چند سوالات کئے۔ جن میں سے ایک سوال یہ تھا

نمائندہ اخبار :- "تم تو عجیب آدمی ہو۔ جو امریکہ میں آ گئے۔ یہاں کیونکر تم رہ سکو گے۔ اگر تمہاری جیب میں پیسہ ہے۔ تو امریکہ تمہارا ہے۔ ورنہ یہاں بھوکے مرنا ہوگا۔"

رام :- "میں بھوکا بھی زندہ رہ سکتا ہوں۔ اور اگر مجھے ضرورت ہو بھی تو ہر ایک شے مجھے ہر جگہ مل سکتی ہے۔"

ابھی سوامی جی اس سے باتیں کر ہی رہے تھے۔ کہ شہر کے معززین کی طرف سے موٹریں رام کے استقبال کے لئے پہنچ گئیں۔ اور رام نمائندہ اخبار سے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مخاطب ہوئے۔ کیوں صاحب! کیا امریکہ میں رام کو بھوکے مرنا ہوگا۔ یہ دیکھ کر وہ حیران رہ گیا۔ اور کہنے لگا۔ کیا آپ وہی رام ہیں جن کی تقریریں جاپانی اخبارات میں نکل چکی ہیں۔

امریکہ میں رام نے ہندوستانی فلسفے کی اتنی دھاک بٹھا دی۔ کہ پریذیڈنٹ روزویلیٹ شاہِ امریکہ نے سوامی جی کی خدمت میں حاضر ہوکر اظہارِ عقیدت کیا۔ اور ہندوستانی فلسفے کے آگے خراجِ تحسین ادا کیا۔ امریکہ سے ہوتے ہوئے رام مصر گئے۔ اور وہاں پر بھی اپنے دیش کا نام روشن کیا۔

وفات:۔

ہندوستان میں واپس آتے ہی گنگا جی کے شیدائی پھر اس کی یاترا کو پہنچے لیکن جیسا کہ وہ کہا کرتے تھے "اگر رام کے چرنوں میں گنگا نہ بہی تو رام کا جسم گنگا میں ضرور بہے گا۔" اور یقیناً اس بار کی یہ یاترا اِن کے دِلی جذبات اور آتمک خواہش کو پورا کرنے کے لئے یہاں لائی۔ واہ رے پیارے رام! جو بات کہی پوری کر کے دکھائی۔ اور جو کچھ بھی کیا کسی معجزے سے کم نہ تھا۔ آہا۔ آہا! پھر وہی دیوالی کا روز آیا۔ دُنیا والے پھر اپنے گھروں کو چراغاں کر رہے تھے۔ بھارت ورش بجلیوں کی چکا چوند روشنی سے جگمگاہٹ تھا۔ ہر غریب و امیر حسب معمول لکشمی کی پُوجا میں مشغول تھا۔ گوشت کا وہی لوتھڑا جسے آج سے 33 برس پیشتر مراری والا کی خوش نصیب سرزمین میں اُجالا کیا تھا۔ آج وہی لوتھڑا اُسی تیوہار کے دن سوامی رام تیرتھ کی شکل میں دُنیا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کے تمام مال و منال کو اپنے عشق حقیقی کی قربانگاہ پر رکھتا ہُوا۔ پریم ساگر کا مشہور غوطے زن آج دریائے گنگا کی اُچھلتی ہوئی مہیب لہروں میں اوُم۔ اوم کے کے بلند نعرے لگاتا ہُوا کُود پڑا۔ اور اپنے جسم کو گنگا جی کے حوالے کر کے ہمیشہ کے لئے ہندوستانی عظمت کو ایک ناقابل برداشت نقصان پہنچا کر دُنیا والوں سے جُدا ہو گیا۔ ایک ہفتہ کے بعد سوامی جی کی نعش دریائے گنگا کی سطح پر نظر آئی۔ دُنیا والوں نے باقاعدہ رسم ورواج کے مطابق اس نعش کو نکال کر ایک لکڑی کے صندوق میں بند کر کے شہر میں جلوس نکالا۔ اور حسب روایاتِ دُنیا دریائے گنگا میں بہانے کی کوشش کی۔ لیکن موہ مایا کے جال کو توڑنے والا عاشقِ صادق آزاد ہوا میں اُڑنے والے پنچھی کی طرح لوہے کی سلاخوں یا لکڑی کے بکسوں میں کب رہ سکتا تھا۔ صندوق کو دریا میں ڈالتے ہی اندر سے میخیں اُکھڑ گئیں۔ اور بکس کے تختے علیحدہ علیحدہ ہو گئے۔ اور سوامی جی کی نعش پھر قدرتی حالت میں دریا کی سطح پر تیرتی نظر آئی۔ یعنی ۲۰ اکتوبر ۱۹۰۶ء کو اس جہانِ فانی سے رحلت فرما گئے ❖

ہر تعلیمیافتہ ہندوستانی کا فرض ہے کہ تعلیمِ بالغاں کی امداد کرے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کچھ آپ کے لئے

(از قلم حکیم ترلوک سنگھ صاحب گولڈ میڈلسٹ کامل طب و جراحت مالک "نشاط دواخانہ" راولپنڈی و ایڈیٹر رسالہ "صحت و دولت")

انسان پر ماحول کا کسقدر اثر ہوتا ہے۔ یہ بات جاننے کیلئے آج ہم تاریخ پر ایک نظر ڈالتے ہیں۔ ابتدا میں انسان ایک نیم برہنہ جانور تھا۔ جس کے رہنے کے لئے درختوں کے تنے، اور پہاڑوں کے غار، پہننے کے لئے جانوروں کی کھال اور کھانے کے لئے تازہ پھول پھل ترکاریاں اور نیم پختہ گوشت تھا۔ سورج اور چاند کی روشنی۔ کھلی ہوا۔ بے فکری۔ آزادی۔ غرضیکہ قدرت کے تمام عطیات اسے حاصل تھے۔

رفتہ رفتہ حالات میں تبدیلی پیدا ہوئی۔ انسان کی طرز معاشرت میں پے در پے ہزاروں انقلاب آئے۔ چنانچہ آج کا انسان — اونی ریشمی سوتی کپڑوں سے لدا ہوا — عالیشان بنگلوں اور کوٹھیوں کے تہ خانوں میں موسمی تاثرات سے محفوظ رہنے والا — جس کی خوراک میں اٹھارہ مصالحوں کی چاٹ ہو جس میں قوت حیات (VITAMINS) کو بری طرح سے خارج کیا گیا ہو — سورج اور چاند کی روشنی۔ کھلی ہوا۔ اور قدرت کی دلفریبیوں سے بالکل محروم — سائنس کی مدد سے زندہ رہنے والا ایک مٹی کا پتلا ہو کر رہ گیا ہے۔ جس کا وجود پانی کے بلبلے اور ٹمٹماتے ہوئے دیئے کی لو سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔

گذشتہ چند صدیوں کے واقعات پر سنجیدگی سے غور کرنے پر معلوم ہوگا۔ کہ ہماری ہر آنے والی نسل پہلی نسل سے کمزور تر ہوتی چلی جا رہی ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں۔ کہ دنیا ترقی کی طرف جا رہی ہے۔ لیکن جس رفتار سے انسانی صحت کی ترقی ہو رہی ہے۔ مجھے تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ موجودہ تہذیب و تمدن کی اگر یہی حالت رہی تو دنیا کی عمر چند سو سال سے زیادہ نہیں۔

ادھیڑوں اور بوڑھوں کو تو جانے دیجئے۔ ہمارے نوجوانوں کو دیکھئے۔ پژمردہ چہرہ۔ پچکے ہوئے گال۔ جھکی ہوئی کمر۔ اندر کو دھنسی ہوئی آنکھیں اور ان پر دو دو انچ موٹے شیشے کا چشمہ۔ ہاتھ پاؤں میں لرزہ۔ یہ ہے حلیہ ہمارے اُن نونہالوں کا جن پر کسی قوم و ملک کو ناز ہو سکتا ہے۔

غلط تعلیم و تربیت۔ معاشرتی آزادی۔ والدین اور استادوں کی فرض ناشناسی۔ مغربی تہذیب و تمدن کی اندھا دھند تقلید وغیرہ تو ہمارے نوجوانوں کی صحت و شباب کی بربادی کا باعث ہیں ہی۔ اس پر ہمارے معالج صاحبان کی ستم ظریفیاں اور بھی غضب ڈھا رہی ہیں۔ طرح طرح کی لغو بیانیوں سے نو عمر مریض کے دل میں اس قسم کا خیال پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ کہ ادھر منی (ویرج) کے چند قطرے خارج ہوئے اور ادھر تم تباہ و برباد ہو گئے۔ یاد رکھیئے۔ کہ منی کے چند قطروں کے اخراج سے جسم کو اسقدر نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ جس قدر کہ خود کردہ غلطیوں اور ان سے پیدا شدہ عوارضات کے متعلق تشویش کرنے اور ہر وقت اسی خیال میں مستغرق رہنے سے ہوتا ہے۔ میرا دعوٰی ہے کہ خیالات کی ذرا سی تبدیلی۔ خوراک میں تھوڑی سی احتیاط، اچھی سوسائٹی۔ اور چند ایک جسمانی ورزشیں بدترین قسم کی جنسی امراض کو دور کر سکتی ہیں۔ صرف اصول حفظان صحت سے ناواقفیت جسمانی اعضاء کے افعال و خواص کے متعلق لاعلمی اور لغو توہمات ہیں جو ہمارے نوجوانوں کو قعر پستی میں لے جانے کا موجب ہو رہے ہیں — جگہ کی قلت کی وجہ سے اس موضوع پر میں زیادہ روشنی ڈالنے سے قاصر ہوں۔ البتہ اگر آپ فلسفہ باہ جنسی امراض اور ان کے آسان ترین قدرتی علاج کے متعلق مزید واقفیت حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ تو نشاط دواخانہ کے مشہور رسالہ "صحت و دولت" کا مطالعہ فرماویں۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مشہور صرافی کی دوکان

سب سے اعلیٰ اور مستند اعتبار اور

راولپنڈی کی مشہور دوکان

موتی رام ۔ کُندن لال

بازار صرافاں

میں ہر قسم کے فیشن ایبل زیورات ہر وقت تیار مل سکتے ہیں ۔

اِنسدادِ بدکاری

کے مطالعہ سے ہر قسم کے خوشبودار تیل ۔ عطر ۔ کریم ۔ سنو ۔ فیس پوڈر ۔ نیل پالش ۔ ماتھے کی بندی ۔ دھوپ ۔ اگربتیاں ۔ بُوٹ پالش ۔ سیاہی ۔ خضاب ۔ صابن دیسی و انگریزی و دیگر پُراز معلومات نُسخے آپکو ملیں گے ۔ جو موجودہ دُنیا کی ایک زبردست ضرورت کے عین مطابق ہیں ۔ باوجود ان تمام خوبیوں کے قیمت صرف دو روپے آٹھ آنے (عہ)

ملنے کا پتہ :۔

برانچ دفتر اِنسدادِ بدکاری ، چوک بن مائی ویرو ۔ راولپنڈی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

زیورات کی خرید و فروخت کے وقت

ہمیشہ

گلاب سنگھ پشوراسنگھ

بازار صرافاں راولپنڈی، کو یاد فرماویں!

جو خریدتے وقت زیورات کی پوری قیمت ادا کرتے ہیں!!

جب آپ چاہتے ہیں

کہ

ادھر ادھر بھٹکتے نہ پھریں تو کپڑا خریدتے وقت

گورو رامداس سٹور

پر تشریف لا کر سنہری اصولوں کا ملاحظہ فرماویں۔ نرخ تحریر شدہ اور با اصول ہیں۔

آزمائش کریں!

گورو رامداس سٹور۔ بازار کلاں راولپنڈی

مرکنٹائل الیکٹرک پریس راولپنڈی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مرکنٹائل الیکٹرک پریس کچہری روڈ راولپنڈی
میں باہتمام بابو روشن لال گوردوارہ مینیجر کے چھپا

Entered in Database
Signature with Date

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar